اصولِ دین

شیخ الاسلام محمدؒ بن عبدالوہابؒ

ترجمہ: مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی

ناشر

جمعیۃ اہلِ حدیث جموں کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱

اصولِ دین

شیخ الاسلام محمدؒ بن عبدالوہابؒ

ترجمہ مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی

ناشر

جمعیۃ اہلِ حدیث جموّں کشمیر

جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱

برائے مفت تقسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پر فتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کردیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفّاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین و مذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہؐ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے' سے انحراف کررہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہورہی ہے لادینی افکار و نظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں۔ جمعیۃ اہل حدیث جموں کشمیر نے ایسا لٹریچر فراہم کرنے کا بندوبست کیا ہے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعثِ ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کرکے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

جمعیۃ اہلِ حدیث جموّں کشمیر، جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(مبادی)

۱- ہم سب پر چار چیزیں واجب اور ضروری ہیں۔

(الف) علم، یعنی اللہ کی معرفت، اس کے نبی کی معرفت، اور دینِ اسلام کی معرفت دلائل کے ساتھ۔

(ب) دین اسلام پر عمل۔

(ج) دین کی طرف دعوت۔

(د) اور اس کی راہ میں مشکلات پر صبر و ثبات قدمی۔

اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورہ عصر)

زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر اللہ نے اپنی مخلوق پر اس سورہ کے علاوہ اور کچھ نازل نہ فرمایا ہوتا تو حجت کے لئے یہی سورہ کافی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" باب العلم قبل القول والعمل (علم قول وعمل سے پہلے) اور دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے، "فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبك" (جان لو، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اور اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرو)، دیکھو اللہ نے قول وعمل سے پہلے علم کا حکم دیا"۔

۲ - ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے حسب ذیل تین مسائل کا سیکھنا اور ان پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے:

(الف) اول یہ کہ بلاشبہہ اللہ نے ہمیں پیدا کیا، روزی دی، اور بے کار نہیں چھوڑا بلکہ ہمارے پاس رسول بھیجا، اب جو شخص آپ کی فرمانبرداری کرے گا جنت میں داخل ہوگا، اور جو نافرمانی کرے گا جہنم رسید ہوگا۔

اس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا فَعَصَى فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا

تمہاری طرف ہم نے ایک رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا، جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا، پھر فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے

اس کو بری طرح پکڑ لیا ۔ (مزمل / ۱۵، ۱۶)

(ب) اللہ تعالیٰ کو ہرگز یہ بات گوارا نہیں کہ اس کے ساتھ اس کی عبادت میں کسی کو شریک کیا جائے، خواہ وہ کوئی مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل۔

دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (جن / ۱۸)

اور بیشک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔

(ج) جو شخص رسول کا فرمانبردار اور اللہ کو ایک ماننے والا ہو اسکے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین سے دوستی کرے اگرچہ وہ قریب سے قریب تر لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ

تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ انکے باپ ہوں یا ان کے بیٹے، یا انکے بھائی یا انکے اہل خاندان، یہ وہ لوگ

بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(مجادلہ / ۲۲)

ہیں جنکے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کردیا ہے، اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کرکے انکو قوت بخشی ہے، وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جنکے نیچے دریا بہتے ہوں گے، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہی لوگ اللہ والے ہیں، اللہ والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔

۳۔ ابراہیم علیہ السلام کی ملت، ملت حنیفیہ یہ ہے کہ خالص اللہ کا دین ہی اختیار کیا جائے، اور صرف اسی کی عبادت کی جائے، اللہ نے اسی کے لئے تمام جن وانس کو پیدا کیا ہے، اور سب کو اسی کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ

(ذاریات / ۵٦)

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا اور کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔

توحید یعنی فقط اللہ کی عبادت کرنا، اللہ عزوجل کا سب سے اہم حکم ہے، اور شرک یعنی اللہ کے ساتھ غیر کو بھی پکارنا، اللہ کی سب سے اہم

نہی ہے، چنانچہ حکم دیا:

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوا بِہٖ شَیْئًا ۔ (نساء/۳۶)

تم سب اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

دین کے تین بنیادی اصول

وہ تین اصول جن کی معرفت ہر انسان کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہیں:
اپنے رب کی معرفت ، اپنے دین کی معرفت ، اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ۔

پہلی اصل، رب کی معرفت

اگر کوئی تم سے پوچھے کہ تمہارا رب کون ہے ؟ تو بتادو کہ میرا رب وہ اللہ ہے جس نے محض اپنے فضل و احسان سے میری اور سارے جہان کی پرورش کی (زندگی اور ضروریات زندگی سب کچھ دیا) وہی میرا معبود ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، اور اسکی دلیل یہ آیت شریفہ ہے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سارى حمد اس اللہ کے لئے ہے جو سارے عالم کا پروردگار ہے ۔

اللہ کے ماسوا کو عالم کہتے ہیں ، اور میں بھی اسی عالم کا ایک فرد ہوں لہٰذا جو عالم کا رب ہے وہی میرا رب ہے،

اگر تم سے دریافت کیا جائے کہ تم نے اپنے رب کو کس طرح پہچانا ؟ تو کہہ دو کہ اس کی نشانیوں اور اس کی مخلوقات کے ذریعہ ، یہ رات اور دن سورج اور چاند سب اس کی نشانیوں میں سے ہے، اور ساتوں آسمان ساتوں زمین اور وہ ساری چیزیں جو ان کے درمیان ہیں، سب اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ہیں، چنانچہ قرآن حکیم میں رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے :

وَمِنْ اٰيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۰ (حم السجدہ ۳۷)	اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند ، سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو ، بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا ہے ، اگر تم فی الواقع اسی کی بندگی کرنیوالے ہو

دوسری جگہ فرمایا

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ	درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، پھر اپنے عرش پر مستوی ہوا جو رات کو دن پر

يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ

(اعراف / ۵۴)

ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کئے، سب اسکے فرمان کے تابع ہیں، خبردار رہو! اسی کی خلق ہے، اور اسی کا امر ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ جو سارے جہانوں کا مالک و پروردگار ہے

اور جو رب ہے وہی معبود ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۔

لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے لوگوں کا خالق ہے توقع ہے کہ تم (عذاب الٰہی سے) بچ جاؤ گے جسنے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھادیا، آسمان کی چھت بنائی اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہونچایا پس تم دیدہ دانستہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ ۔

(بقرہ / ۲۱، ۲۲)

مفسر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ان مخلوقات کا خالق ہے وہی عبادت کا مستحق ہے، ہر طرح کی عبادت جس کا اللہ نے حکم دیا ہے یعنی اسلام و ایمان، احسان و دعاء، خوف ورجاء، توکل، رغبت و رہبت، خشوع، خشیت، انابت، استعانت، استعاذہ، استغاثہ، قربانی، نذر وغیرہ ساری عبادتیں جن کا اللہ نے امر فرمایا ہے، سب کی سب صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، چنانچہ فرمایا:

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (جن / ١٨)

اور بیشک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، لہٰذا اللہ کیساتھ اور کسی کو نہ پکارو

اس لئے امور مذکورہ میں سے کسی کو اگر کوئی شخص غیر اللہ کے لئے برتے گا تو وہ مشرک و کافر ہے، دلیل کے لئے مسطورہ ذیل آیات کریمہ بالترتیب ملاحظہ ہوں:

ایمان واسلام:

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ (مومنون / ١١٧)

اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، بیشک کافر کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

احسان ودعا :

حدیث شریف میں ہے ۔ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ، یعنی دعا عبادت کا مغز ہے ، (ترمذی)

اور قرآن کریم میں ہے :

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ ۝ (مومن / ٦٠)	اور فرمایا تمہارے رب نے مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا ، جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری عبادت (مجھے پکارنے) سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے

خوف :

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آل عمران /	تم ان (شیطان کے دوستوں) سے نہ ڈرو ، اور مجھ سے ڈرو اگر تم واقعی صاحب ایمان ہو ۔

رجاء (امید وآس) :

فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ؕ	جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کیساتھ کسی اور کو شریک

(کہف / ۱۱۰) نہ کرے۔

توکل :

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسْبُہٗ (طلاق / ۳) اور جو اللہ پر توکل کرے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

رغبت و رہبت اور خشوع :

اِنَّہُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَہَبًا وَّکَانُوْا لَنَا خَاشِعِیْنَ (انبیاء / ۹۰) بیشک یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور رہبت (خوف) کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکتے تھے۔

انابت :

وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ (زمر / ۵۴) پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بنجاؤ اس کے۔

استعانت (مدد طلب کرنا):

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

حدیث میں ہے، اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ " (جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو۔ (ترمذی)

استعاذہ (پناہ طلب کرنا) :

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ ۔

کہو میں پناہ طلب کرتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ کی ۔

استغاثہ (فریاد کرنا) :

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (انفال / ۹)

اور جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، تو اس نے تمہاری فریاد قبول کی

ذبح :

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (انعام / ۱۶۳)

کہو میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العلمین کیلئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانیوالا میں ہوں۔

حدیث نبوی میں ہے "لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ" (جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔) (مسلم)

نذر :

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا

(جنتی وہ لوگ ہیں) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جسکی آفت

(دہر / ۷) ہر طرف پھیلی ہوئی ہو گی۔

دوسری اصل اسلام کی معرفت

اسلام کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی توحید اختیار کرتے ہوئے اس کے تابع ہو جانا، اور اطاعت کے ساتھ اس کا منقاد بن جانا، اور شرک سے برارت اختیار کرنا،

اس کے تین درجات ہیں۔ اسلام، ایمان، اور احسان

پہلا درجہ

یعنی اسلام اس کے پانچ ارکان ہیں:۔

(ا) اللہ کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینا،

(ب) نماز قائم کرنا (ج) زکوٰۃ ادا کرنا (د) رمضان کا روزہ رکھنا،

(ہ) بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔

وحدانیت کی دلیل وشہادت:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، (آل عمران ۱۸)

اللہ نے خود اس کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور فرشتے اور سب اہل علم بھی راستی اور ایمان کیساتھ اس پر گواہ ہیں کہ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں ہے۔

یعنی معبود حق صرف اللہ ہے، اللہ کے سوا جن کی بندگی کی جاتی ہے

"لَا اِلٰہَ" ان سب معبودوں کی نفی ہے اور "اِلَّا اللّٰہُ" اس حقیقت کا اثبات ہے کہ عبادت تنہا اللہ کا حق ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے جس طرح کہ اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے

اس کی تفسیر و توضیح ان آیات کریمہ میں ہے، فرمایا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

(زخرف ۲۶ - ۲۸)

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، میرا تعلق صرف اس سے ہے کہ جس نے مجھے پیدا کیا، اور ابراہیم یہی کلمہ اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تاکہ وہ اسکی طرف رجوع کریں۔

دوسری جگہ فرمایا:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا

کہو: اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے" اس دعوت کو

مُسْلِمُوْنَ - (آل عمران / ٦٤) قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دو ہم تو مسلمان ہیں۔

رسالت محمدی کی دلیل و شہادت:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ (توبہ / ۱۲۸)

تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا کسی نقصان میں پڑنا اس پر بہت شاق ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانیوالوں کیلئے وہ شفیق اور رحیم ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی شہادت دینے کا معنیٰ یہ ہے کہ آپؐ کی ہر بات میں اطاعت کی جائے، آپ کی ہر خبر کی تصدیق کیجائے، اور ان تمام امور سے دور رہا جائے جن سے آپ نے منع فرمایا اور روکا ہے، اور اللہ کی عبادت اسی طریقہ پر کیجائے جس کی رسول خدا نے تعلیم دی ہے،

نماز و زکوٰۃ کی دلیل اور توحید کی تفسیر:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ

اور لوگوں کو اس کے سوا اور کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے کہ اللہ کی بندگی کریں دین کو اسکے لئے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر، اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی

(بینہ / ۵) صحیح دین ہے۔

روزہ کی دلیل:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (بقرہ / ۱۸۳)

اے ایمان لانے والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، امید ہے کہ (نفس پرستی سے) بچ جاؤ گے۔

حج کی دلیل:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران / ۹۷)

لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو بیت اللہ تک پہونچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔

دوسرا درجہ یعنی ایمان، اس کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں سب سے اعلیٰ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (توحید) ہے، اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا اور اسے صاف ستھرا رکھنا ہے، حیاء بھی ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔

ایمان کے چھ ارکان ہیں: اللہ پر، اسکے فرشتوں پر، اسکی کتابوں پر، اس کے پیغمبروں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لانا، اور بھلی بری تقدیر پر ایمان لانا۔ دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (بقرہ / ۱۷۷)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کرتے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یوم آخر پر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھے۔

تقدیر کے بارے میں فرمایا:

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (قمر / ۴۹)

ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔

تیسرا درجہ یعنی احسان، احسان ایک مستقل رکن ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت نہ ہو تو یہ خیال موجود رہے کہ وہ تمہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔

دلیل قرآن کریم کی یہ آیات ہیں:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ. اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

اور اس غالب و مہربان پر بھروسہ کرو جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم اٹھتے ہو، اور سجدہ گزاروں میں تمہاری نقل و حرکت پر بھی نگاہ رکھتا ہے، بیشک وہ سب کچھ

(شعراء / ۲۱۷ - ۲۲۰) سننے اور جاننے والا ہے۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَّلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ (یونس / ٦١)

(اے نبی) تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو، اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔

ایمان کے مذکورہ ارکان کی ایک دلیل، مشہور حدیث، حدیث جبرئیل ہے:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا، جسکے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے، اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے لیکن) ہم میں سے کوئی اس نووارد کو پہچانتا بھی نہ تھا۔ (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی باہری آدمی ہے) یہ شخص (حاضرین کے حلقہ سے گذرتا ہوا آیا) یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر دو زانو اسطرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرتؐ کے گھٹنوں سے ملا دیئے، اور اپنے ہاتھ حضورؐ کی رانوں پر رکھ دیئے، اور کہا اے محمد! مجھے بتلائیے کہ اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اسلام یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں) کہ تم (دل وزبان سے) یہ شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (کوئی ذات عبادت کے لائق) نہیں، اور محمد اس کے رسول ہیں۔

اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور ماہ رمضان کے روزے رکھو اور اگر حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو توحج کرو — اس نووارد سائل نے آپکا یہ جواب سنکر کہا، آپ نے سچ کہا — حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے، پھر خود تصدیق وتصویب بھی کرتا جاتا ہے، —

اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا، اب مجھے بتلائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یوم آخر (یعنی روز قیامت) کو حق جانو اور حق مانو اور انپر ایمان رکھو، اور خیر وشر کی تقدیر پر بھی ایمان رکھو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا آپ نے سچ کہا،

اس کے بعد اس شخص نے کہا مجھے بتلائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت تم اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو تو یہ تصور موجود رہے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے،

پھر اس شخص نے قیامت کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کب واقع ہوگی؟) آپ نے فرمایا کہ جس سے یہ سوال کیا جارہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، پھر اس نے کہا تو مجھے اس کی نشانیاں ہی بتلائیے، تو آپؐ نے فرمایا (اس کی نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی اپنی مالک اور آقا کو جنے گی[1]، اور دوسری نشانی

---

[1] یعنی قرب قیامت میں ماں باپ کی نافرمانی عام ہوجائے گی یہانتک کہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ایک یہ ہے کہ تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے، اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور ا(۲) میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے ____

حضرت عمرؓ کہتے ہیں اس کے بعد وہ نووارد سائل چلا گیا ____ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا، اے عمر جانتے ہو یہ سائل کون تھا؟ ہم نے کہا "اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں"، تو آپؐ نے بتایا کہ یہ جبریل تھے، آئے تھے کہ ہم لوگوں کو دین کی باتیں سکھا دیں (مشکوٰۃ)

تیسری اصل

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ____

آپؐ کا نام محمد نسب محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہے، ہاشم قبیلہ قریش سے تھے، اور قریش، عرب یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا شہر مکہ ہے وہیں آپ پیدا ہوئے اور کل تریسٹھ برس آپ نے عمر پائی، چالیس سال نبوت سے پہلے اور تیئیس سال نبوت کے بعد "اقرأ" سے نزول وحی اور نبوت کا آغاز ہوا، اور "المدثر" سے رسالت یعنی پیغام رسانی اور دعوت و تبلیغ۔ کا حکم ہوا، اللہ نے آپ کو شرک کے پر خطر

(بقیہ صفحہ سابقہ) لڑکیاں جنکی سرشت میں ماؤں کی محبت واطاعت کا عنصر بہت غالب ہوتا ہے وہ بھی نہ صرف یہ کہ ماؤں کے مقابلہ میں نافرمان ہو جائیں گی بلکہ الٹی انپر حکم چلائیں گی، مترجم

انجام سے ڈرانے اور توحید کی دعوت دینے کے لئے مبعوث فرمایا، چنانچہ حکم ہوا:

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ

(مدثر ۱ تا ۷)

اے لباس نبوت اوڑھنے والے، اٹھو اور خبردار کرو، اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے اعمال پاک رکھو، اور شرک کی نجاست سے دور رہو، اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کے لیے، اور اپنے رب کی خاطر صبر کر۔

(قم فانذر) کا معنیٰ یہ ہے کہ شرک سے ڈراؤ اور توحید کی دعوت دو، اور (ربك فكبر) کا مفہوم یہ ہے کہ تنہا اللہ کی بڑائی بیان کرو، اور (ثيابك فطهر) کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کو شرک سے پاک کرو (والرجز فاهجر) رجز بت کو کہتے ہیں ان کو چھوڑنے کا مطلب ہے بتوں اور بت پرستوں دونوں سے برأت کا اظہار کرنا،

دس سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی دعوت دیتے رہے ازاں بعد آپ کو معراج کرائی گئی، اور آپ پر پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اس کے تین سال بعد آپ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا حکم ہوا۔

ہجرت کا مفہوم ہے دار الشرک سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہو جانا، یہ (حسب ضرورت وامکان) امت پر قیامت تک کے لئے فرض ہے، دلیل

کے لئے مندرجہ ذیل آیات کریمہ ملاحظہ ہوں :

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ	جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے، ان کی
ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ	روحیں فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے
قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ	پوچھا کہ یہ تم کس حال میں تھے؟ انھوں نے
قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ	جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے
وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ	فرشتوں نے کہا کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی
مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ	کہ اسمیں ہجرت کر جاتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جنکا
مَصِيرًا إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ	ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ	ہاں جو مرد عورتیں اور بچے واقعی مجبور ہوں
لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ	اور نکلنے کا کوئی ذریعہ اور راستہ نہ پاتے
سَبِيلًا فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن	ہوں، بعید نہیں کہ اللہ انھیں معاف
يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا	کرے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور
غَفُورًا (نساء / ۹۷ ـ ۹۹)	درگذر کرنیوالا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا :

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ	اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری
أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ	زمین وسیع ہے، پس تم میری ہی بندگی
(عنکبوت / ۵۶)	بجالاؤ۔

مفسر امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مکہ میں رہ گئے تھے اور ہجرت نہیں کی تھی، اللہ نے ان کو ایمان کے لفظ سے پکارا ہے

نیز حدیث شریف میں ہے :

لا تنقطع الهجرة حتى تنقطع التوبة ولا تنقطع التوبة حتى تطلع الشمس من مغربها (مسند احمد)	ہجرت منقطع نہیں ہوگی یہانتک کہ توبہ منقطع ہوجائے، اور توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوگا یہاں تک کہ آفتاب مغرب سے طلوع ہو۔

پھر مدینہ میں قیام کے دوران آپ کو بقیہ اسلامی احکامات دیئے گئے، جیسے زکوٰۃ، روزہ، حج، اذان، جہاد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور دیگر احکام شرعیہ، آپ اسی پر مدینہ میں دس سال تک قائم رہے، بعد ازاں آپؐ کی وفات ہوگئی، مگر آپؐ کا دین باقی ہے، یہ ایسا دین ہے کہ جس میں کوئی ایسی بھلائی نہیں جو امت کو بتا نہ دی گئی ہو، اور کوئی ایسی برائی نہیں جس کے انجام بد سے آگاہ نہ کردیا گیا ہو۔

اس دین نے جس خیر کی تعلیم دی ہے، وہ ہے اللہ کی توحید اور اس کی مرضیات، اور جس شر کے خطرہ سے خبردار کیا گیا ہے وہ شرک اور اللہ کے تمام ناپسند کردہ امور ہیں۔

اللہ نے آنحضرتؐ کو پوری دنیا کی طرف مبعوث فرمایا ہے، اور جن وانس سب پر آپ کی اطاعت فرض قرار دی ہے، فرمایا:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (اعراف / ۱۵۸)

اے محمدؐ! تم کہدو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کو کامل کر دیا ہے، فرمایا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (مائدہ / ۳)

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے، اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کیا ہے۔

آنحضرتؐ کو بھی موت لاحق ہوئی، اس کی دلیل اللہ پاک کا یہ صاف اور صریح قول ہے:

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ۔ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ (زمر / ۳۰، ۳۱)

(اے نبی!) تمہیں بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، آخر کار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا مقدمہ پیش کروگے۔

اور تمام لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے پھر ان کا حساب کتاب ہوگا، اور انھیں ان کے اعمال کے مطابق جزا دیجائے گی، جو شخص ان باتوں کا انکار کرتا ہے کفر کرتا ہے۔ دلیل، مسطورہ ذیل آیات شریفہ ملاحظہ ہوں:

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ (طٰہٰ / ۵۵)

اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا ہے اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے، اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

وَاللَّهُ أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا (نوح / ۱۷)

اور اللہ تعالیٰ تم کو زمین سے عجیب طرح اگایا، پھر وہ تمہیں اسی میں واپس لے جائے گا اور اسی سے یکایک نکالے گا۔

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى (نجم / ۳۱)

اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تاکہ وہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزاء سے نوازے جنھوں نے اچھا عمل کیا۔

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (تغابن / ۷)

منکرین نے بڑے دعوٰی سے کہا کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے ان سے کہو "نہیں، میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے، اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو ایمان کے لئے خوشخبری دینے والا، اور اہل کفر کو آخرت کے عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا، ان میں سب سے پہلے نبی نوح علیہ السلام ہیں[1]، جس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے:

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ (نساء / ۱۶۳)

اے محمدؐ! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور اس کے بعد نبیوں کی طرف بھیجی تھی۔

اور سب سے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ خاتم النبیین ہیں:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (احزاب / ۴۰)

بلکہ آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

نوح علیہ السلام سے لے کر آنحضرتؐ تک ہر امت میں رسول بھیجے گئے جو انھیں خدائے واحد کی بندگی کا حکم دیتے تھے، اور طاغوت کی عبادت سے روکتے تھے، چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ نے فرمایا:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا

اور تحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول

---

[1] صحیح یہ ہے کہ پہلے نبی ابونا آدم علیہ السلام ہیں۔ اس کی شہادت کے لئے قرآن کریم کی وہ تمام آیات کافی وشافی ہیں جن میں حضرت آدم علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان براہ راست گفتگو اور مکالمہ ومخاطبت کی صراحت ہے۔ نیز مشہور حدیث ہے حضرت ابوذر غفاری بیان فرماتے ہیں کہ "میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے بتائیے کیا آدمؑ نبی تھے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ نبی مرسل تھے، انھیں اللہ رب العلمین سے شرف تخاطب وتکلم حاصل ہوا ہے۔" (مسند احمد) ——

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (والنحل / ۳۶)

بھیجا اور اس کے ذریعہ خبردار کیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی پیری سے بچو۔

اللہ عزوجل نے تمام بندوں پر طاغوت کے ساتھ کفر کرنا اور اللہ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے، طاغوت کسے کہتے ہیں؟ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں۔

"طاغوت ہر اس معبود یا متبوع یا مطاع کو کہتے ہیں جسے بندہ اس کی حد سے آگے بڑھادے"۔

طاغوت تو بہت ہیں، مگر ان میں چوٹی کے پانچ ہیں، ابلیس لعین، وہ شخص جسے اس کی مرضی سے پوجا جائے، وہ شخص جو لوگوں کو اپنی پوجا کی دعوت دے، وہ جو کچھ بھی علم غیب کا دعوٰی کرے، اور وہ جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کرے۔

ـــــ رہی مذکورہ آیت کریمہ تو اس میں خطاب کا رخ زیادہ تر یہود کی جانب ہے اور بتانا یہ مقصود ہے کہ سلسلہ وحی کو تو تم مانتے ہو اور حضرت نوح اور ان کے بعد بہت سے انبیاء کی نبوت اور ان پر وحی کے نزول کو تسلیم کرتے ہو، تو جس طرح اللہ نے ان انبیاء پر وحی اتاری تھی اسی طرح اپنے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی وحی نازل فرمائی ہے۔ اور وہ بھی ایک صداقت و حقیقت کو پیش کرتے ہیں جیسے انبیاء سابقین ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں، پھر تمہیں اس نبی کی شناخت و معرفت میں اتنی دشواری کیوں پیش آرہی ہے؟ بہرحال آیتِ مذکورہ میں نوح علیہ السلام کے پہلے نبی ہونے کی صراحت نہیں ہے۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہونے والی کتابوں کی ایک جھلک

۱۔ کلمہ طیبہ
۲۔ اتباعِ رسول ﷺ
۳۔ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام
۴۔ شیخ ابن باز کا پیغام مسلمانانِ عالم کے نام
۵۔ حقیقتِ شرک
۶۔ وجودِ باری تعالیٰ کا علمی ثبوت
۷۔ عقیدۂ توحید
۸۔ اسلامی پردہ
۹۔ اسلامی عقیدہ
۱۰۔ حدیثِ قبور
۱۱۔ تبلیغی نصاب اور قرآنی تعلیمات
۱۲۔ فریضۂ زکوٰۃ اور اسلام
۱۳۔ ہمارا امام
۱۴۔ اصلی اہلِ سنت کون؟
۱۵۔ اصلاحِ عقیدہ
۱۶۔ ثعبان محمدی
۱۷۔ تحفۂ محمدی
۱۸۔ برأت محمدی
۱۹۔ تعویذِ محمدی
۲۰۔ رسوم اسلامیہ
۲۱۔ وہم و رسم اور شریعت
۲۲۔ تصوف کے چہرے مختلف ادوار میں
۲۳۔ بدعت اور سنت میں فرق
۲۴۔ مروجہ بدعات و رسوم کی حقیقت
۲۵۔ غور طلب سوالات
۲۶۔ اختلافِ سنت کے اسباب اوران کا صحیح حل
۲۷۔ فضائل عشرۂ ذی الحجہ اور مسائل قربانی
۲۸۔ اسلام کی بنیاد
۲۹۔ رمضان المبارک کے فضائل و احکام
۳۰۔ اطاعتِ رسول ﷺ کی شرعی حیثیت
۳۱۔ محفلِ میلاد
۳۲۔ مسلمان اور قبر پرستی
۳۳۔ مساجد میں شور و غل
۳۴۔ شرعی طلاق
۳۵۔ استنجا اور وضو کے احکام و مسائل
۳۶۔ فوز المرام فی قراۃ فاتحہ خلف الامام
۳۷۔ فلسفہ قربانی با اصول قرآنی
۳۸۔ میں اہلِ حدیث کیوں ہوا۔
۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا وجودِ ذی جود
۴۰۔ خمینی اور تشیع
۴۱۔ احسن الجزاء فی تحقیق مسائل العزاء
۴۲۔ حکم النبی بکفر من لا یصلی المعروف بے نماز کا رسالہ
۴۳۔ ازالۃ الاشتباہ عن انوار الانتباہ
۴۴۔ قرآن خوانی اور ایصال ثواب
۴۵۔ ماہ ربیع الاول اور حبِ رسول ﷺ کے مظاہر
۴۶۔ اہلِ تصوف کی کارستانیاں

ملنے کا پتہ: مکتبہ مسلم، بربر شاہ سری نگر-۱۹۰۰۰۱ (کشمیر)

آئینہ

جمعیۃ اہلِ حدیث جموں و کشمیر

جمعیۃ کی تاسیس	۱۹۲۴ء
جمعیۃ کا پہلا نام	انجمن اہلِ حدیث
جمعیۃ کا دوسرا نام	جمعیۃ اہلِ حدیث جموں و کشمیر

جمعیۃ کے مراکز

ضلع مراکز	۱۴	اساتذہ کلیات	۲۲
تحصیل مراکز	۴۹	مکاتب و مساجد	۶۰
اکائیاں	۲۵۰	اساتذہ مکاتب و مساجد	۶۰
مساجد	۲۵۰	طلبار مکاتب و مساجد	۱۲۰۰
ائمہ و خطبار	۳۰۰	مکتبہ جات	۳
گشتی مبلغین	۱۵	عملہ مکتبہ جات	۷
مدارس عصریہ	۲۰	لائبریریاں	۱۰۰
طلبار مدارسِ عصریہ	۳۰۰۰	اخبار و رسائل (اخبار مسلم)	۱
اساتذہ مدارس عصریہ	۱۲۰	تعداد مطبوعات کتب	۵۲
کلیات عربی	۲	مرکزی لائبریری	۲
طلبار کلیات	۱۶۰		

آئندہ کے منصوبے

۱۔ طبیہ کالج کا قیام

۲۔ ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام

۳۔ ایک پرنٹنگ پریس

۴۔ یتیم خانہ

۵۔ مسافر خانہ و سرائے

۶۔ ایک علمی ادبی میگزین کا اجرار

۷۔ ایک جدید اسپتال کا قیام

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیش کیا ہے۔

جمعیۃ اہلِ حدیث جموں وکشمیر

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابو حنیفہ رح سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام ابو حنیفہ رح نے جواب دیا:

" ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)